آیاتہا ۲۰ ۔ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ ۔ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ دو آیتوں کے سوا ساری سورہ مزمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یعنی اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعتیں نماز پڑھی اور ان میں دو فجر کی رکعتیں تھیں۔ سو میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ کی مقدار لگایا(2)۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝۵ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰

"اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا۔ یعنی نصف رات یا کم کرلیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔ یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو۔ بے شک ہم جلد ہی القا کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام۔ بلاشبہ رات کا قیام (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔ یقیناً آپ کو دن میں بڑی مصروفیتیں ہیں۔ اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب صلوۃ اللیل، جلد 5، صفحہ 266 (1335) مکتبۃ الرشد الریاض

marfat.com

Marfat.com

سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ مالک ہے شرق و غرب کا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس بنائے رکھیے اسی کو اپنا کارساز۔ اور صبر کیجئے ان کی (دل آزار) باتوں پر اور ان سے الگ ہو جائیے بڑی خوبصورتی سے''۔

امام بزار، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: تم اس آدمی کو کوئی ایسا نام دو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں۔ پھر انہوں نے کہا: یہ کاہن ہے۔ بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ مجنون ہے۔ پھر کہا: یہ مجنون نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے۔ پس مشرکین کا اس پر اختلاف ہو گیا۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یہ سورت نہیں پڑھتا: یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو پھر انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آغاز میں رات کے قیام کو فرض قرار دیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بارہ ماہ تک اس سورت کے خاتمے کو آسمان میں روکے رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی اور رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قرآن کریم نازل ہوا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا (اے چادر لپیٹنے والے! رات کو قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا) یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھتا تھا اور لٹک جاتا تھا۔ وہ اسی حکم پر آٹھ ماہ تک عمل پیرا رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھ لیا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں۔ سو ان پر رحم فرمایا اور فرض نماز کی طرف لوٹا دیا اور رات کا قیام ترک کر دیا۔ (2)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے قیام کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ نہیں پڑھتا۔ میں نے کہا: بے شک (میں پڑھتا ہوں)۔ تو انہوں نے فرمایا: وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (3)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ المسافرین، جلد 6، صفحہ 24 (476)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ارشاد فرمایا ہے: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تو وہ تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے جتنا رمضان المبارک کے مہینے میں قیام کرتے۔ یہاں تک کہ سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔ اس کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ نازل ہوئی۔ تو وہ ایک سال تک قیام کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں ورم آلود ہو گئیں۔ حتی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:20) تو لوگوں نے راحت پائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا تو حضور نبی کریم ﷺ دس برس تک اسی حال پر ٹھہرے رہے اور آپ رات کے وقت قیام فرماتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی قیام کرتی تھی۔ پھر دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تو اللہ تعالیٰ نے دس سال بعد ان کے لیے تخفیف اور رخصت فرما دی۔(3)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے سورۂ مزمل کے بارے فرمایا: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۙ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ۗ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3864)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 150، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

مَهِيْلًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

اور ناشئۃ اللیل اس کا اول ہے اور ان کی نماز رات کے اول میں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اسے شمار کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام لیل فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب سو جائے تو وہ نہیں جانتا کب جاگے گا۔ اور قول باری تعالیٰ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ کے بارے آپ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قرأت کو سمجھیں۔ اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ کے بارے آپ فرماتے ہیں بے شک دن کے وقت آپ کے لیے طویل فراغت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ نازل ہوئی۔ تو اس وقت آپ ﷺ ایک چادر میں تھے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔ اور قول ربانی يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ کے بارے فرمایا: آپ نے اس امر کو چادر سے ڈھانپ رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کپڑوں کے ساتھ لپٹے پڑے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا: يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ کے بارے کہا: اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس سے مراد نبی مکرم ﷺ ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ کے تحت کہا کہ آپ دو تین آیتیں پڑھتے پھر رک جاتے، جلدی جلدی نہ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منیع نے مسند میں، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب نسخ قیام اللیل، جلد 5، صفحہ 209 (1274)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3863)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3361)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ قرآن کریم خوب واضح اور بین انداز میں پڑھیں۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن صاحب قرآن (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا تو پڑھ اور بلندی کے مدارج چڑھتا جا اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جب تو قرآن پڑھے تو اسے ٹھہر ٹھہر کر اور خوب بین اور واضح انداز میں پڑھا کر۔ اور تو اسے ردی کھجوروں کی طرح بکھیر نہ دے۔ اور نہ تو اسے بالوں کے کاٹنے کی طرح جلدی جلدی کاٹ۔ اس کے عجائب کے بیان کے پاس رکو اور اس کے سبب اپنے دلوں کو حرکت دو اور تم میں سے کسی کا مقصد سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ کیونکہ یہ قرآن کو مزین کرتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی قرأت خوش الحانی کے ساتھ اور آہستہ آہستہ خوب درستگی کے ساتھ کرو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عام قرأت مد تھی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کو خوف واضح اور بین طریقے سے پڑھو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم واضح قرأت کے ساتھ قرآن پڑھو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قرآن کا بعض بعض کے پیچھے پڑھو (یعنی تسلسل کے ساتھ پڑھو)(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قرآن کی خوبصورت تفسیر بیان کرو۔

امام عسکری رحمہ اللہ نے مواعظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 141 (30158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، باب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 739 (2030)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 140 (30152)

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3363)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 392 (2161)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۝ کے بارے پوچھا گیا۔تو آپ نے ارشادفرمایا: اسے خوب اچھی طرح سے بیان کرواور اسے ردی کھجوروں کی طرح پھیلا نہ دواور بالوں کے کاٹنے کی طرح اسے نہ کاٹو۔اس کے عجائب کے پاس رکو اور اس کے سبب دلوں کو حرکت دواور تم میں سے کسی کا ارادہ سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوملیکہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور نبی مکرم ﷺ کی قرأت کے بارے پوچھا گیا۔تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی ستطاعت نہیں رکھتے۔تو پھر ان سے کہا گیا: آپ ہمیں اس کے بارے آگاہ کیجئے۔تو پھر انہوں نے خوب اچھی طرح قرأت کی اور خوب ٹھہر ٹھہر کر آہستگی کے ساتھ کی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سے لوگ قرأت کے لحاظ سے حسین اور خوبصورت ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جسے تو پڑھتے ہوئے سنے اور تو یہ خیال کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی ایک آدمی کے پاس سے گزرا۔وہ ایک ہی آیت پڑھتا تھا، روتا تھا اور اسے بار بار پڑھ رہا تھا۔تو اس نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۝ یہی ترتیل ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن حافظ قرآن کو کہا جائے گا۔تو پڑھ اور ترقی کی منازل طے کرتا چل۔کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری کی شفاعت کرے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اس کے پیٹ میں محفوظ کیا ہے اور میں نے اسے رات کے وقت بیدار رکھا ہے اور میں نے اسے اس کی بہت سی شہوات سے روکا ہے اور ہر عامل کے لیے اس کے عمل کی جزا ہے جو اس نے کیا۔تو اسے کہا جائے گا اپنا ہاتھ پھیلا۔پس اسے رضا سے بھر دیا جائے گا اور اس کے بعد اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور ترقی کے مدارج طے کر لے۔چنانچہ ہر آیت کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ہر آیت کے عوض ایک نیکی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔(5)

1۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 256 (8734)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 257 (8742)

3۔ایضاً، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 226 (35543)

4۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال اصاحب القرآن اقرأ، جلد 6، صفحہ 131 (30055)

5۔ایضاً، باب یشفع القرآن، جلد 6، صفحہ 130 (30049)

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا ہے: اے لوگو! اپنی اولادوں اور اپنے گھر والوں کو قرآن کی تعلیم دو۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے جس کے لیے یہ لکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اسے گھیر لیں گے۔ پھر اسے کہیں گے: تو پڑھ اور جنت کے درجات میں بلند ہوتا جا، یہاں تک کہ وہ دونوں اسے وہاں اتار دیں گے جہاں اس کا قرآن کا علم ختم ہو جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری سے ملاقات کرے گا جب کہ اس کی قبر شق ہوگی تو وہ دبلے پتلے متغیر رنگ والے آدمی کی طرح ہوگا۔ تو قرآن اسے کہے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں تجھے نہیں پہچانتا۔ تو قرآن کہے گا: میں تیرا ساتھی وہ قرآن ہوں جس نے تجھے دوپہر سخت گرمی کے وقت پیاسا رکھا اور تجھے رات کے وقت بیدار رکھا۔ بے شک ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور بلاشبہ تو آج ہر تجارت کے پیچھے ہے۔ فرمایا پھر اسے دائیں ہاتھ میں ملک عطا کیا جائے گا اور بائیں ہاتھ میں خلد اور اس کے سر پر وقار کا تاج سجایا جائے گا اور اس کے والد کو دو حلے پہنائیں جائیں گے۔ اہل دنیا ان دونوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اور وہ دونوں کہیں گے ہمیں یہ کیوں پہنائیں گئے ہیں؟ تو انہیں کہا جائے گا: تمہارے بیٹے کے قرآن کریم یاد کرنے کے سبب۔ پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور جنت کے درجات چڑھتا چل اور انہیں پہچان لے۔ وہ اس وقت تک بلندی میں چڑھتا جائے گا جب تک وہ اسے ترتیل کے ساتھ پڑھتا جائے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ میں مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے فرائض اور اس کی حدود ثقیل اور بھاری ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ کا مفہوم ہے ایسا قول جس کے مطابق عمل کرنا ثقیل ہے۔

ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایسا قول جو قیامت کے دن میزان میں ثقیل ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب وحی کی جاتی تھی اور آپ اپنی ناقہ پر ہوتے۔ تو وہ اپنی گردن کا سامنے والا حصہ نیچے رکھ دیتی (یعنی بیٹھ جاتی) اور ادھر ادھر پھرنے کی استطاعت نہ رکھتی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی ختم ہو جاتی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کی:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فضل القرآن، جلد 6، صفحہ 131 (30059)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 129 (30045)
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3364)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3865)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں گھنٹی کی آواز سنتا ہوں۔ پھر میں اس وقت خاموش ہو جاتا ہوں اور کئی بار مجھ پر وحی نازل ہوتی اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ میری جان قبض کی جا رہی ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جب وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ آپ کی طرف اپنی آنکھ اٹھا سکے یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد حبشی زبان میں رات کو قیام کرنا ہے۔ کیونکہ جب وہ آدمی کھڑا ہوتا تو وہ کہتے: نَشَا الرَّجُلُ۔(3)

فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں ابن ابی ملیکہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے بارے پوچھا۔ تو دونوں نے کہا اس سے مراد رات کو قیام کرنا ہے۔(4)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد رات کا اول حصہ ہے۔(5)

امام ابن منذر اور ابن ضریس نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ساری رات ہی نَاشِئَة ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے حبشی زبان میں مراد رات کو قیام کرنا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد حبشی زبان میں قیام اللیل ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو میسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس میں نشا کا معنی کھڑا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابونصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے رات کے وقت قیام کیا یعنی انشات۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ہر شے نَاشِئَة ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عشاء کے بعد ہر نماز ہی نَاشِئَةَ الَّیْلِ ہے۔(7)

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو مجلز سے یہ قول بیان کیا ہے عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح تک جو کچھ ہے وہی نَاشِئَة ہے۔

1۔ مسند امام احمد، باب فی ذم اخفاء العیب، جلد 2، صفحہ 222، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 242 (2880)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 121 (29970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد یہ ہے وہ ساعت جس میں تو تہجد پڑھے۔ پس تورات کے وقت تہجد پڑھا کر۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد وہ وقت ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قیام ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان کیا جائے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔ تو آپ سے استفسار کیا گیا اس وقت میں کیا ہے؟ تو آپ نے یہ فرمایا: نَاشِئَةَ میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نَاشِئَةَ الَّيْلِ میں یاء کو ہمزہ کے ساتھ اور اَشَدُّ وَطْاً میں واؤ کو نصب اور طاء کو جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی مواطاۃ بمعنی موافقت آیا ہے۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ تو کسی آدمی نے ان سے کہا: ہم تو اسے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اصوب، اقوم، اھیا اور اشباسب کا ایک ہی معنی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے یہ قول تیرے لیے بہت زیادہ موافق ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اور تیرے دل کو فارغ اور خالی کرنے والا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے کہ تو اپنے کان، اپنی آنکھ اور اپنے دل کو ایک دوسرے کے موافق کرلے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اور قرأت کو ثابت کرنے والا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رات کا قیام خیر اور نیکی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ فرمایا: اور قرأت پر اجر مرتب کرنے والا ہے۔(6)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ کے تحت یہ قول منقول ہے کہ رات کا قیام اس سے زیادہ قریب ہے کہ آپ قرآن کی فقاہت اور سمجھ حاصل کریں اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ کے تحت آپ نے فرمایا: کہ اس میں سَبْحًا کا معنی فراغا ہے۔ اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ کے تحت فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے انتہائی اخلاص کا اظہار کیجئے۔(7)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 155
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3367)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، (3366)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-57-156

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے الکنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ السبح سے مراد کسی حاجت اور نیند کے لیے فارغ ہونا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سَبۡحًا طَوِيلًا ۝ سے مراد طویل فراغت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور ربیع رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سَبۡحًا طَوِيلًا ۝ کا معنی ہے طویل فراغت اور وَتَبَتَّلۡ إِلَيۡهِ تَبۡتِيلًا ۝ کا معنی ہے کہ دعوت اور عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔ (1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَتَبَتَّلۡ إِلَيۡهِ تَبۡتِيلًا ۝ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ سوال اور دعا پورے اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اسی سے کرو۔ (2)

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کے لیے مخلص ہو جاؤ۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ میں ربُّ کو مجرور پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ کے تحت کہا: کہ اس سے مراد وجہ اللیل اور وجہ النہار ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيلًا ۝ کا مفہوم ہے انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان سے اعراض کر لیجئے۔ وَقُلۡ سَلَامٌ (اور کہیے تم سلامت رہو) فرمایا یہ حکم جنگ کی اجازت سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَذَرۡنِي وَالۡمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيلًا ۝١١ إِنَّ لَدَيۡنَآ أَنكَالًا وَجَحِيمًا ۝١٢ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝١٣ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡأَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝١٤ إِنَّآ أَرۡسَلۡنَآ إِلَيۡكُمۡ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَآ أَرۡسَلۡنَآ إِلَىٰ فِرۡعَوۡنَ رَسُولًا ۝١٥ فَعَصَىٰ فِرۡعَوۡنُ الرَّسُولَ فَأَخَذۡنَٰهُ أَخۡذًا وَبِيلًا ۝١٦

"آپ چھوڑ دیں مجھے اور ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب۔ (یہ اس روز) جس دن لرزنے لگیں گے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ریت کے بہتے ٹیلے بن جائیں گے۔ (اے اہل مکہ!)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 (3370)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 343 (6862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک (عظیم الشان) رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) رسول بنا کر بھیجا۔ پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی تو ہم نے اس کو بڑی سختی سے پکڑ لیا"۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَ ذَرۡنِیۡ وَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَۃِ وَ مَهِّلۡهُمۡ قَلِیۡلًا ۝ تو انہیں تھوڑی سی مہلت ہوئی۔ یہاں تک کہ پھر غزوۂ بدر ہوا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن فقراء مومن اغنیاء (دولت مند لوگ) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے دولت مندوں کو گھٹنوں کے بل بٹھاتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا بے شک تم اہل دنیا کے ملوک اور ان کے احکام تھے۔ پس جس طرح کے تم نے وہاں عمل کیے ہیں ویسا میں نے تمہیں (بدلہ) عطا کیا ہے۔ اور وَ مَهِّلۡهُمۡ قَلِیۡلًا ۝ کے تحت کہا کہ انہیں جنگ تک مہلت دے دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ ذَرۡنِیۡ وَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ الآیہ کے تحت کہا ہے کہ بے شک انہیں اللہ تعالیٰ کی طلب اور حاجت ہے۔ اور اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا کے تحت فرمایا کہ ان کے لیے ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ اَنۡکَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اَنۡکَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے البعث میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَنۡکَالًا سے مراد آگ کی بیڑیاں ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَنۡکَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔ قسم بخدا! یہ انتہائی بھاری ہیں، یہ کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ پھر وہ رونے لگے۔(5)

عبد بن حمید نے ابو عمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَنۡکَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں، قسم بخدا! یہ کبھی ان سے نہیں کھلیں گی۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 636 (8757)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 217 (35468)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 (3369)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، عبداللہ نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں بیان کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کھانے کے کانٹے ہوں گے، وہ حلق کو پکڑے گا، نہ نیچے اترے گا اور نہ ہی حلق سے باہر نکلے گا۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًاۙ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا۝ تو جب آپ اَلِيْمًا پہنچے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔(3)

ابو عبید نے فضائل میں، امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے لغت الخائفین میں، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے الشریعہ میں، ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حمران بن اعین کی سند سے ابو حرب بن ابی الاسود سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا۝ پڑھتے سنا۔ تو آپ بے ہوش ہو گئے۔(4)

امام حاکم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَثِيْبًا مَّهِيْلًا۝ کے تحت کہا: کہ جھیل سے مراد وہ ہے کہ جب آپ اس سے کچھ چیز لے لیں تو اس کا دوسرا حصہ تیرے پیچھے چلا آئے (یہاں مراد ریت کے بہتے ہوئے ٹیلے ہیں)(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا۝ سے مراد بہنے والی ریت ہے اور اَخْذًا وَّبِيْلًا۝ سے مراد شدید گرفت ہے۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: کہ مجھے اَخْذًا وَّبِيْلًا۝ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ایسی شدید گرفت ہے جس سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

خِزْىُ الْحَيَاةِ وَخِزْىُ الْمَمَاتِ　　وَكُلًّا اَرَاهُ طَعَامًا وَبِيْلًا

"زندگی کی ذلت ہو یا موت کی رسوائی ہر ایک کو میں شدید ضرر رساں کھانا یقین کرتا ہوں"۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًاۖ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)　　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 63-162

marfat.com
Marfat.com

اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ
الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ
الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي
الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ
هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

"(ذرا سوچو) کہ تم کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے اس روز جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ (اور) آسمان پھٹ جائے گا اس (کے ہول) سے، اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔ یقیناً یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس اب جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف سیدھا راستہ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (نماز میں) قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب، کبھی نصف رات اور کبھی تہائی رات اور ایک جماعت ان سے جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی (یونہی قیام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے رات اور دن کو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی پس تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں تلاش کر رہے ہوں گے اللہ کے فضل (رزق حلال) کو اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے۔ تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہا کرو۔ اور جو (نیکی) تم آگے بھیجو گے اپنے لیے تو اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یہی بہتر ہے اور (اس کا) اجر بہت بڑا ہوگا۔ اور مغفرت طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ کے تحت کہا ہے تم اس دن سے کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے۔ فرمایا: قسم بخدا! وہ قوم اس دن نہیں بچ سکے گی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 359 (3374) مختصراً، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کون سی نماز کے سبب تم اس دن سے بچ سکو گے؟ اور کون سے روزے کے ذریعے تم بچ سکو گے؟

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ۙ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن ندا دینے والا ندا دے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کی جماعت آتش جہنم کے لیے نکالی جائے گی۔ پس اسی وجہ سے یہ دن بچوں کو بوڑھا بنادے گا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارا رب حضرت آدم علیہ السلام کو بلائے گا اور فرمائے گا: اے آدم! جہنم کے لیے گروہ نکالو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! میں نہیں جانتا مگر وہی جو تم نے مجھے سکھایا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کا گروہ جہنم کے لیے نکالو۔ چنانچہ انہیں جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا درآنحالیکہ وہ رزق کو جمع کرنے والے ہوں گے اس وقت کی طرح۔ اور جب جہنم کا گروہ نکلے گا تو ہر بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ۙ تو فرمایا: وہ قیامت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو فرمائے گا۔ اٹھو اور اپنی اولاد میں سے جہنم کی طرف ایک جماعت بھیجو۔ تو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار! وہ کتنے ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے اور ایک نجات پاجائے گا۔ پس یہ مسلمانوں پر انتہائی گراں اور شدید گزرا۔ تو جب آپ نے ان کے چہروں پر خوف وہراس کے آثار دیکھے تو فرمایا: بے شک اولاد آدم تو کثیر ہے اور یاجوج ماجوج بھی اولاد آدم میں سے ہیں اور ان میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا یہاں تک کہ اس کی صلب کے ہزار آدمی وارث بن جائیں۔ پس ان میں اور ان جیسے لوگوں میں تمہارے لیے لشکر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت فرمایا کہ یوم قیامت کے سبب آسمان بوجھل اور بھاری ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آسمان اس کے سبب ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اس کے سبب آسمان بھر جائے گا اور یہ معنی حبشی زبان کے مطابق ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کے سبب آسمان انتہائی ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 119، مطبعۃ السعادۃ مصر
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 366 (12034)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یوم قیامت کے سبب آسمان پھٹ جائے گا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یوم قیامت کے خوف سے آسمان پھٹ جائے گا۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

طَبَاهُنَّ حَتّٰی اَعْرَضَ اللَّیْلَ دُوْنَهَا اَفَاطِیْرُ وَسُمِّیَ رُوَاءٌ جُذُوْرُهَا

''اس نے انہیں کھینچا یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے نیچے پھٹنیں ظاہر ہوئیں اور ان کی جڑوں کو سیرابی کا نام دیا گیا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (کے خوف) کے سبب آسمان بھاری اور ثقیل ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی اخذ کیا ہے کہ اس دن کی شدت اور اس کے خوف کے سبب آسمان بوجھل ہو جائے گا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ کے تحت آپ نے فرمایا: بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں تقریباً رات کے دو ثلث، تقریباً رات کا نصف اور تقریباً رات کا ایک ثلث۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر قیام کے بارے میں رخصت نازل فرمائی ہے۔ اور عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ کے تحت فرمایا کہ تم رات کو قیام کرنے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ فَتَابَ عَلَيْكُمْ، فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی خصال کے بارے میں ہمیں خبر دی۔ اور فرمایا عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدا میں رات کا قیام فرض کیا گیا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں پھول گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیات کو ایک سال تک روکے رکھا۔ پھر اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی۔ ارشاد فرمایا عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔ پس اس کے سبب جو کچھ اس سے پہلے تھا وہ سب منسوخ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ یہ دونوں لازم فرض ہیں ان دونوں میں کوئی رخصت نہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مکمل ایک سال تک قیام فرماتے

Marfat.com
marfat.com

رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس قیام کو فرض ہونے کے بعد اسے نفل بنا دیا اور رات کا قیام ضروری ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ الآیہ کے تحت کہا: کہ وہ اسی حکم پر سال بھر ٹھہرے رہے اور یہ ان پر انتہائی مشقت آمیز ثابت ہوا اور ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سورت کے آخر نے اس حکم کو منسوخ کر دیا یعنی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ کے بارے فرمایا: یہ سو آیتیں ہیں۔(1)

امام دار قطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور ان دونوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے: حضرت قیس نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو آپ نے پہلی رکعت میں الحمد للہ اور سورۃ البقرہ کی پہلی آیت پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔(2)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم فاتحۃ الکتاب اور قرآن کریم میں سے جو آسان ہو وہ پڑھیں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے بعد کوئی ایسی حالت نہیں جس پر مجھے موت آئے اور وہ میرے نزدیک اس حالت سے زیادہ پسندیدہ ہو کہ مجھے موت آئے اور میں اپنے کجاوے کے دو حصوں کے درمیان ہوں اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مال کمانے والا نہیں جو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر کی طرف طعام (گندم وغیرہ) لے کر آتا ہے اور اسے اس دن کے نرخ کے مطابق فروخت کرتا ہے مگر اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے مرتبہ کی طرح ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 29 (10940)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 38، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

marfat.com

Marfat.com